انسانیت کا محسنِ اعظم ﷺ

—— علاؤ الدین احمد شمس صدیقی ندوی ——

وہ کیسی مبارک گھڑی تھی جب جناب عبدالمطلب نے مرحوم بیٹے عبداللہ کے بعد از وفات پیدا ہونے والے بیٹے کا نام محمدؐ تجویز کیا۔ آنحضورؐ کا یہ پہلا نام دادا نے نیک شگون کے طور پر محمدؐ یعنی بے انتہا قابل تعریف رکھا تھا۔ خالق کائنات کو اس یگانہ روزگار، دانائے راز، حامل دانش نورانی نبی امی سے وہ کام لینا تھا جو ابتداء آفرینش سے لے کر اُس وقت تک کسی پیغمبر سے انجام پذیر نہیں ہوا تھا۔ اس نبی اُمّی سے پہلے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر مبعوث ہوئے اور اپنے اپنے دائرۂ عمل میں اپنی اپنی قوموں کو ان کے فہم و شعور کے مطابق رشد و ہدایت کا فرض انجام دیتے رہے۔

ابتداء آفرینش میں انسان کا شعور عالم طفولیت میں ہونے کی وجہ سے مظاہر پرست تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب آسمان پر ستاروں کو جگمگاتے دیکھا تو فرمایا ﴿ هٰذَا رَبِّيْ ﴾ لیکن جب ستارے ڈوب گئے تو فرمایا ﴿ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ ﴾ کہ میں ڈوبنے والوں کو پسند نہیں کرتا —— اسی طرح چاند اور اس کے بعد سورج کے غروب ہونے پر اعلان کیا : ﴿ يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴾ "اے میری قوم! میں اس شرک سے اعلان براءت کرتا ہوں جس میں تم مبتلا ہو۔" ﴿ اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴾ "میں نے تو یکسو ہو کر اپنا رُخ اس ہستی کی طرف کر لیا ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے، اور میں ہرگز شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔"

انسان کی فطرت میں خالق کا تصور ابتداء آفرینش سے ہے لیکن وہ اپنے پیدا کرنے والے کو مجسم شکل میں دیکھنا چاہتا تھا۔ لیکن فہم و شعور کی ناپختگی اور نور بصیرت کی محرومی کی وجہ سے شخص و عکس، حقیقت و مجاز اور ذات و صفات میں تمیز نہ کر سکا۔ جس طرح چکور چاند کے عکس پر، اصل چاند سمجھ کر، پانی میں چونچ مارتا ہے، حالانکہ اصل چاند آسمان پر تاروں کی محفل سجائے دنیا پر نور پاشی کر رہا ہوتا ہے۔ حکیم الامت اقبال نے اپنی مشہور نظم "شکوہ" میں آدم کی پیدائش سے لے کر حضور سرور عالم ﷺ کی بعثت تک انسان کے شعور و فہم کی ناپختگی، گمراہی اور خود فریبی کی کتنی جامع اور مختصر تاریخ بیان کی ہے۔ فرماتے ہیں ؎

ہم سے پہلے تھا عجب تیرے جہاں کا منظر   کہیں معبود تھے پتھر کہیں مسجود شجر

خوگرِ پیکرِ محسوس تھی انساں کی نظر ماننا پھر کوئی اَن دیکھے خدا کو کیونکر؟

اور یوں دیوی دیوتاؤں اور بتوں کی پرستش کسی خام خیالی اور فریب کی وجہ سے شروع ہوئی۔ علامہ فرماتے ہیں ؎

ذوقِ حضور در جہاں رسمِ صنم گری نہاد عشق فریب می دہد جان امیدوار را

ایک چھوٹے بچے سے اگر پوچھیں کہ بچے! کیا تمہاری ماں تمہیں پیار کرتی ہے؟ تو وہ پیار کے ثبوت میں کہے گا کہ میری ماں مجھے مٹھائی، حلوہ، بسکٹ اور پھل دیتی ہے۔ بچہ ان چیزوں کے آئینہ میں ماں کی محبت اور پیار کو دیکھتا ہے۔ حالانکہ ان چیزوں اور مٹھائی کا اصل سرچشمہ اور ماں کی ممتا کا اصل شیریں محل ماں کا سینہ ہے، جہاں یہ مٹھائی تنزیہی شکل میں تھی۔ پھر تشبیہی اور مادی شکل میں بچہ کو ملی۔ لیکن یہی بچہ جب جوانی اور شعور و ادراک کی منزل میں پہنچ جاتا ہے اور کہیں دور سفر میں تعلیم کے لئے یا مجاہد بن کر میدان جنگ میں جانے کے لئے ماں سے رخصت ہوتا ہے تو ماں کی آنکھوں کے آنسوؤں کے چند قطرے، جو ماں کے سینہ کے سمندر سے چھلک کر رخساروں پر بکھر جاتے ہیں، یہ اس تلاطم اور طوفان کے نمائندے ہیں۔ یہ پیام دردِ دل ہے جس کو یہ جوان چشم ظاہر کے ذریعہ دل بینا سے دیکھ رہا ہے ؎

از اشک مپرسد کہ در دل چہ خروش است
ایں قطرہ ز دریا چہ خبر داشتہ باشد

یہ ایک حیران کن حقیقت ہے کہ آج انسان جدید علوم و فنون اور سائنسی ترقی کی وجہ سے انتہائی روشن دماغ، حقیقت شناس اور کائنات کا رازداں بنتا جارہاہے۔ بقول اقبال ؎

ہے گرمیٔ آدم سے ہنگامۂ عالم گرم
سورج بھی تماشائی، تارے بھی تماشائی
وہ مشتِ خاک ہوں فیضِ پریشانی سے صحرا ہوں
نہ پوچھو میری وسعت کی، زمیں سے آسماں تک ہے!

لیکن اس کے باوجود کروڑوں انسان ابھی تک فہم و بصیرت کے اعتبار سے عالم طفولیت میں ہیں۔ ہندوستان، چائنا، سری لنکا، اور کئی ممالک کے باشندے ابھی تک بت پرستی میں مبتلا دیوی دیوتاؤں کے مجسموں کے پجاری ہیں، یہاں تک کہ جنوبی ہند میں ذریعہ پیدائش لنگ (عضو تناسل) تک کی پوجا کی جاتی ہے اور خوگر پیکر محسوس آنکھیں ابھی تک فریب نظر میں مبتلا ہیں۔

اس لئے آدم کی ہدایت اور تربیت کیلئے خالق کائنات نے زبور، تورات، انجیل اور صحائف

پیغمبروں پر نازل کئے۔ ہر ایک پیغمبر نے اپنی قوم کے شعور اور فہم کے تدریجی ارتقاء کے مطابق پیغام ربانی کی تلقین کی اور جب انسان کا فہم عالم طفولیت سے نکل کر شعور و بصیرت کے لحاظ سے پختہ اور بالغ نظر ہو گیا تو خالق کائنات نے آخری رسول خاتم النبیین حضور سرورِ عالم ﷺ کو مبعوث فرمایا اور ان پر انسانی تعلیمات کی آخری کتاب نسخۂ کیمیا اور انفرادی اور اجتماعی زندگی پر مشتمل آئین زندگی نازل فرمایا۔ اس حقیقت کا اعتراف تو غیر مسلم مفکرین نے بھی کیا اور لندن کے مشہور قانونی ادارہ "لنکن اِن" کے دروازہ کی پیشانی پر دنیا کو پہلی بار انسانی زندگی کو آئین زندگی دینے والے حضور سرورِ عالم ﷺ کا نام جلی حروف میں درج ہے۔

اس آئین زندگی اور کتاب ہدایت میں تعلیمات و ارشادات' احکامات اور مسائل زندگی پر مشتمل قرآن کے علاوہ ایک اور قرآن کی جانب بھی اللہ نے توجہ دلائی ہے اور وہ قرآن صحیفہ کائنات یعنی یہ دنیا ہے۔ قرآن میں نماز روزہ' حج' زکوٰۃ اور مسائل زندگی سے متعلق احکامات کے لئے ڈیڑھ سو آیات ہیں' لیکن مظاہر فطرت کے مطالعہ اور غور و فکر کی دعوت کے لئے سات سو چھپن آیات نازل ہوئی ہیں۔ مثلاً ارشاد ہے :

﴿ اِنَّ فِی خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ○ ﴾ (آل عمران : ۱۹۰)

"بے شک زمین و آسمان کی تخلیق میں اور دن اور رات کے اختلاف میں صاحبان عقل و خرد کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں۔"

ایک اور جگہ فرمایا :

﴿ وَکَاَیِّنْ مِّنْ اٰیَةٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَمُرُّوْنَ عَلَیْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ○ ﴾ (یوسف : ۱۰۵)

"زمین اور آسمانوں میں کتنی ہی نشانیاں ہیں جن پر سے یہ لوگ گزرتے رہتے ہیں اور ذرا بھی توجہ نہیں کرتے۔"

ایک اور مقام پر فرمایا :

﴿ وَفِی الْاَرْضِ اٰیٰتٌ لِّلْمُوْقِنِیْنَ ○ وَفِیْٓ اَنْفُسِکُمْ ' اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ○ ﴾

"زمین میں بہت سی نشانیاں ہیں یقین لانے والوں کے لئے۔ اور خود تمہارے اپنے وجود میں بھی۔ کیا تم کو سوجھتا نہیں؟" (الذاریات : ۲۰'۲۱)

ایک اور جگہ فرمایا :

﴿ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ٥ ﴾ (قٓ : ۱۶)

"اور ہم تو اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں"

یہ ایک ابدی حقیقت ہے کہ کائنات کی ہر شے کی روح' حقیقت اور جوہر پردہ پوش ہے۔ جہاں کہیں آثارِ حیات ہیں اس کا سرچشمہ ضمیر کائنات خالق کائنات ہے۔ خود انسان بھی جن اشیاء کا خالق یا موجد ہے ان کی قوت تخلیق بھی پوشیدہ ہے۔ جس طرح بجلی کا کرنٹ اپنے ظہور کیلئے بلب یا ٹیوب کا محتاج ہے' لیکن بلب روشنی کیلئے کرنٹ کا محتاج ہے۔ لہٰذا مصنف کو تصنیف میں' شاعر کو شعر میں' موجد کو اپنی ایجاد میں اور مصور کو تصویر میں دیکھو۔ اسی طرح خالق کائنات اس عالم رنگ و بو کے ذرہ ذرہ میں جلوہ گر ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رَبِّ اَرِنِیْ کہہ کر خالق کو دیکھنے کی تمنا کی' جواب ملا لَنْ تَرَانِیْ۔

اقبال کہتا ہے: اے خالق کائنات' میرے معبود ؎

اے چو جاں اندر وجودِ عالمی جانِ ما باشی و از ما می رومی
پر تو حسن تو می افتد بروں مانند رنگ صورت مے پردہ از دیوار مینا ساختی

علامہ اقبال ذوق حضوری کا سبب فرماتے ہیں ؎

کبھی اے حقیقت منتظر نظر آ لباسِ مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں مری جبینِ نیاز میں

آج دنیا میں سائنس اور موجودہ علوم و فنون زمین و آسمان کی لامحدود وسعتوں میں پھیلے ہوئے صحیفۂ کائنات کے مختلف اور بے شمار شعبوں کے مطالعہ' تحقیقات' تفصیلات' تشریحات اور رپورٹوں کا مجموعہ ہی تو ہیں۔ دنیا کا یہ سب موجودہ سرمایۂ علم و فن فکر انسان کی جستجو' کاوش' تلاش اور سفرنامے ہی تو ہیں اور انہی علوم و فنون کی بدولت انسان اپنی بقا و حفاظت کا سامان مہیا کر رہا ہے۔ یہ علوم و فنون انسانی زندگی کے خانہ زاد خدمت گار اور پیش دست ہیں۔

یہ نہایت قابل قدر اور لائق صد ہزار تحسین و تعریف کارنامہ محمد ﷺ انسانیت کے محسن اعظم کا' کہ آپؐ نے چشم بینا' عقل و خرد کی رہنمائی اور دل بینا کی روشنی میں حقائق حیات کو سمجھنے اور غور و فکر کرنے کیلئے انسانی شعور کو جوان اور بالغ نظر بنا دیا ہے۔ بقول مولانا ظفر علی خان مرحوم ؎

جو فلسفیوں سے کھل نہ سکا اور نکتہ وروں سے حل نہ ہوا
وہ راز اک کملی والے نے بتلا دیا چند اشاروں میں

انسان کیلئے حضورؐ کی اس عطا کے کارنامہ کو ایک شعر میں علامہ اقبال نے کیا خوب بیان کیا ہے ؎

نہ تو زمیں کے لئے ہے نہ آسماں کے لئے
جہاں ہے تیرے لئے' تو نہیں جہاں کے لئے

یہ کائنات انسان کے لئے منازل ارتقاء کی آئینہ دار ہے اور اسی کی کتاب زندگی کی تفسیر ہے۔

بقیہ : علامہ اقبال کے افکار و خیالات

عقابی روح جب بیدار ہوتی ہے جوانوں میں
نظر آتی ہے ان کو اپنی منزل آسمانوں میں

وہ افراد جو شرح صدر کے ساتھ کہہ سکیں کہ ﴿اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ○ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ○﴾

اب دونوں چیزیں آپ کے سامنے ہیں' انجمن خدام القرآن بھی اور تنظیم اسلامی بھی۔ اس میں حصہ لینا یا نہ لینا آپ کے اختیار میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کسی شخص کو بھی کسی دوسرے پر اختیار نہیں دیا۔ یہاں تک کہ خود رسول اللہ ﷺ سے صاف کہہ دیا ﴿اِنَّکَ لَا تَھْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ﴾ "اے نبی آپ کے اختیار میں نہیں ہے کہ جس کو چاہیں ہدایت دے دیں' وہ تو اللہ ہی ہے جو جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے"۔ ہمارا کام یہ ہے کہ پورے تاریخی پس منظر کے ساتھ پوری جدوجہد کو آپ کے سامنے رکھ دیں۔ آگے آپ اس میں کس قدر حصہ لیتے ہیں اور کتنا آگے بڑھتے ہیں یہ فیصلہ آپ نے کرنا ہے' ہر شخص کی اپنی محنت ہے' اپنی کمائی ہے۔ بالفاظ قرآنی ﴿لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی ○ وَاَنَّ سَعْیَہٗ سَوْفَ یُرٰی﴾ اللہ تعالیٰ آپ کو حصول رضائے الٰہی کی توفیق عطا فرمائے۔

اقول قولی ہذا واستغفر اللّٰہ لی ولکم ولسائر المسلمین والمسلمات